سلسلہ مجلس اشاعۃ العلوم نمبر ۱۸

عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين

بفضل خالق الارض والسموات جاعل النور والظلمات رسالہ عجیبہ یعنی

احسن التوضیح

فی

مسئلۃ التراویح

مصنفہ مولانا مولوی محمد مشتاق حسین صاحب سلمہ اللہ آروی

حسب الحکم

جناب مستطاب معلی القاب مولانا و مقتدانا شیخ الاسلام والمسلمین محی السنۃ قامع البدعۃ ابو محمد عبد الوہاب صاحب

سلمہ

مولانا ابو احمد جناب مولوی حافظ محمد عبد اللطیف صاحب مدظلہ

در مطبع محمود پریس آگرہ باہتمام ... طبع شد
مطبوعہ

احسن التوضیح

فی

مسئلۃ التراویح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ تعالیٰ علیٰ ما ھدانا للاسلام ونصلی علیٰ رسولہ سید الانام وعلیٰ آلہ وصحبہ البررۃ الکرام

امّا بعد احقر عباد اللہ القوی عاصی مشتاق احمد حنفی حسب ارشاد وحبیب الاتقیا وبعض بزرگان ذی اعتماد تحقیق وتنقیح تعداد رکعات تراویح میں چند اوراق تحریر کرتا ہے۔

پس واضح ہو جہاں تک منکرین بیس رکعات تراویح کے رسائل احقر کی نظر سے گذرے ان سے اس قدر تو معلوم ہوا کہ نفس تراویح کے مسنون ہونے میں ان کو بھی شک نہیں صرف تعداد رکعات میں نزاع ہے۔

اکثر مقلدین مذاہب اربعہ بوجہ ثبوت مواظبت خلفائے راشدین وتر کے سوا بیس رکعت ادا کرتے ہیں بجز بعض مالکیہ کے سو وہ موافق عمل اہل مدینہ چھتیس یا اکتالیس پڑھتے ہیں لیکن اس میں وہ بھی متفق ہیں کہ منجملہ چھتیس یا اکتالیس کے بیس مسنون اور باقی مستحب ہیں۔ منکرین بیس تراویح آٹھ رکعات کے قائل ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اول تو مواظبت خلفائے راشدین بیس رکعت پر ثابت نہیں ہوتی اور اگر ثابت بھی ہووے تو سنت حضرت نبی کریم علیہ وآلہ الصلوٰۃ والتسلیم یعنی آٹھ رکعت کو چھوڑ کر سنت خلفائے راشدین یعنی بیس رکعات پر عمل کرنا درست نہیں لہذا بجواب منکرین احقر اس مختصر رسالہ کو دو فصل اور ایک خاتمہ میں تقسیم کرتا ہے۔

فصل اوّل۔ ثبوت مواظبت خلفائے راشدین میں۔

فصل دویم۔ سنت خلفائے راشدین کو ضروری العمل جاننے کے بیان میں۔

خاتمہ دیگر تحقیق انیق متعلق مسئلہ تراویح میں۔ واللہ ولی التوفیق والرشاد وعلیہ الاعتماد فی المبدء والمعاد۔

فصلِ اوّل

ثبوت مواظبت خلفائے راشدین میں

پہلی حدیث موطا امام مالک باب قیام رمضان میں تئیس ۲۳ رکعات کے ساتھ مع طول قراءۃ کے۔ مالک عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان بثلث وعشرین رکعۃ۔ ترجمہ روایت کرتے ہیں امام مالک یزید بن رومان سے کہ حضرت عمر بن الخطاب کے زمانہ میں سب آدمی (صحابہ وتابعین) رمضان شریف میں تئیس رکعات پڑھتے تھے۔ اس حدیث پر منکرین ہیں تراویح یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ متصل نہیں منقطع ہے۔ یعنی یزید بن رومان نے حضرت عمرؓ کو نہیں دیکھا۔ جواب اول تو یہ ہے کہ مرسل ثقہ امام شافعی کے سوا ائمہ ثلاثہ امام ابوحنیفہ امام مالک امام احمد بن حنبل اور اکثر محققین کے نزدیک مقبول اور حجت ہے شرح صحیح مسلم میں ہے ومذہب مالک وابی حنیفۃ واحمد واکثر الفقہاء انہ یحتج بہ اور یزید بن رومان کی بابت تقریب التہذیب ۲ میں یہ لکھا ہے یزید بن رومان المدنی مولی آل الزبیر

۱ مطبوعہ ۔۔۔ ۱۲ – عمدہ شرح صحیح مسلم ۔۔۔

ثقة من الخامسة ۔ لہذا یہ حدیث مرسل فقہ اکثر ائمہ اہل سنت کے نزدیک حجت ہوئی ۔ اور اگر منکرین بیس تراویح اکثر کے خلاف ہی چلیں تو پھر دوسرا جواب یہ ہے کہ جب حدیث مرسل کو دوسری مرفوع یا مرسل حدیث یا عمل صحابہ سے تائید ہو وہ مرسل امام شافعی کے نزدیک بھی حجت ہے ۔ اور ثبوت بیس تراویح مین حدیث مرفوع متصل بیہقی جو آگے نقل ہو گی اس کی موید ہے ۔ نیز عمل صحابہ اسی پر ہے لہذا اب یہ حدیث مرسل بوجہ تائید دیگر حدیث مرفوع و عمل صحابہ چاروں امام اور جمہور علماء کے نزدیک حجت ہوئی ۔ امام نووی شافعی فرماتے ہیں و مذہب[عہ] الشافعی انہ اذا انضم الی المرسل ما یعضدہ احتج بہ وذالك بان یروی مسندا او مرسلا من جہت اخری او عمل بہ بعض الصحابۃ او اکثر العلماء

تیسرا جواب یہ ہے کہ مراسیل موطا محدثین کے نزدیک دوسرے طریق اسناد سے متصل ہیں جن بعض محدثین نے مرسل کو حجت نہیں گردانا ۔ مراسیل موطا اس سے مستثنیٰ ہیں ۔ حجۃ اللہ البالغہ میں مولانا شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں اتفق اهل الحدیث علی ان جمیع ما فیہ صحیح ما فیہ صحیح علی رای مالك ومن وافقہ واما علی رای غیرہ فلیس فیہ مرسل ولا منقطع الا قد اتصل السند بہ من طرق اخری فلا جرم انها صحیحۃ من هذا الوجہ ۔

ترجمہ - اہل حدیث کا اتفاق ہے اس امر پر کہ جو کچھ احادیث موطأ امام مالکؒ میں ہیں وہ سب امام مالکؒ اور ان کے موافقین کے نزدیک صحیح ہیں اور دوسروں کے نزدیک اس وجہ سے صحیح ہیں کہ موطأ میں جس قدر مرسل اور منقطع احادیث ہیں وہ طرق دیگر سے متصل ہیں۔ اور مصفّٰی میں حافظ الحدیث علامہ جلال الدین سیوطی شافعی سے نقل کرتے ہیں کہ سیوطی زیادہ کردہ است بر حافظ ابن حجر و گفتہ است کہ مرسل و منقطع حجت است نزدیک مالک و سائر آنانکہ موافق اویند دریں مسئلہ وہمچنیں حجت شد نزدیک ما (یعنی شافعیاں) وقتیکہ معتضد شد بروایت مرفوعہ یا موقوف صحابی و در موطأ ہیچ مرسل نیست مگر کہ معتضد است بروایات مرفوعہ بہماں لفظ یا بمعنی آں پس صواب آنست کہ گفتہ شود کہ موطأ صحیح است نزدیک جمیع ۔ انتہیٰ بلفظہ ۔

دوسری حدیث صحیح متصل جو روایت کی بیہقی نے لفظ اس کے یہ ہیں

عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عہد عمر فی شہر رمضان بعشرین رکعۃ ۔ روایت ہے سائب بن یزید صحابی سے کہا کھڑے ہوتے تھے زمانۂ عمر بن الخطابؓ میں مہینے رمضان میں ساتھ بیس رکعتوں کے یعنی بیس تراویح پڑھتے تھے۔ اس حدیث کی نسبت جہاں تک معلوم ہوا منکرین بیس تراویح کوئی باقاعدہ اعتراض نہیں کرسکے سبب دلیل عدم صحت حدیث ہذا کا دعوے کرتے ہیں۔ دعوی عدم صحت اس حدیث کا منکرین کی جانب سے

اس وقت درست ہوتا کہ باقاعدہ راویوں پر جرح کرتے یا کسی معتبر کتاب سے اس حدیث بیہقی کا نہ صحیح ہونا نقل کرتے۔ دو حال سے خالی نہیں یا بیہقی ان کی نظر سے نہیں گذری مگر اس جہل کا دوسروں پر الزام کیسا اور جن مشائخ نے اس حدیث کا صحیح ہونا بتلایا ان پر بدگمانی کی کیا وجہ۔ یا نظر سے گذری ہو اور کوئی وجہ جرح کی معلوم نہ ہوئی ہو پھر دانستہ صحیح کو غیر صحیح قرار دینا کمال بے دینی ہوگی۔ ہم سے اگر دریافت کریں کہ صحت اسناد حدیث بیہقی کسطرح معلوم ہوئی۔ ہماری طرف سے جواب یہ ہے کہ حسب اقرار مشائخ محدثین ہم نے صحت کا دعوی کیا ہے۔ چنانچہ حافظ الحدیث علامہ جلال الدین سیوطی رسالہ مصابیح میں فرماتے ہیں۔ وفی سنن البیہقی وغیرہ باسناد صحیح عن السائب بن الیزید الصحابی الخ۔

اور ارشاد الساری شرح صحیح بخاری سے فاضل لکھنوی مولانا عبدالحی نے ان الفاظ سے نقل کیا وفی ارشاد الساری روی البیہقی فی سننہ باسناد صحیح الخ۔

اور محدث فقیہ علامہ محمد ابراہیم حلبی کبیری میں فرماتے ہیں الیہ ما رواہ البیہقی باسناد صحیح عن السائب بن یزید الخ۔

اور سرآمد محدثین علامہ بدر الدین عینی شرح کنز میں فرماتے ہیں ولنا ما رواہ البیہقی باسناد صحیح الخ۔

اور مولانا شاہ عبدالعزیز رسالہ استفتاء تراویح بیس رکعت میں

یہ الفاظ لکھتے ہیں کما روی البیہقی باسناد صحیح عن ابن یزید الخ۔

غرض تمام محققین فقہا و محدثین نے روایت بیس رکعات تراویح بیہقی کی اسناد صحیح کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ اگر بمقابلہ ان مشائخ کبار کے منکرین بیس تراویح کی ایک معتبر کتاب سے یہ جملہ نقل کر کے دکھلاتے کہ اسناد روایت بیہقی صحیح نہیں تب ان کو لانسلم کہنے کی گنجایش تھی۔ واذ لیس فلیس۔ علاوہ ازیں شرح موطا میں ابن عبد البر بیس رکعات کی تراویح کی روایت کو صحیح بتلاتے ہیں۔ کما فی الزرقانی۔ اس سے بھی ہمارا دعویٰ بیس رکعات تراویح ثابت ہے اور ابن عبد البر حجت ہیں فن حدیث میں جیسا واقفان علم حدیث پر ظاہر ہے۔

تیسری حدیث علامہ احمد بن تیمیہ نے منہاج السنہ[۱] میں نقل کی ہے الفاظ اس کے یہ ہیں وعن ابی عبد الرحمٰن السلمی ان علیا دعا القراء فی رمضان فامر رجلا یصلی بالناس عشرین رکعۃ وکان علیا یوتر بھم۔ روایت ہے ابی عبد الرحمٰن سلمی سے کہ تحقیق حضرت علیؓ نے بلایا قاریوں کو رمضان میں اور ایک کو حکم دیا کہ بیس تراویح پڑھاوے اور خود وتر پڑھاتے تھے۔

سلہ یہ جواب الزامی منکرین کو سبب ایک رکعت ہونے وتر کے انکے نزدیک ایک سنت ہے
[۱] تحفۃ الاخیار رحمۃ

واضح ہو کہ علامہ احمد بن تیمیہ نے کتاب منہاج السنۃ روافض کی تردید میں لکھی ہے اور یہ حدیث حضرت علیؓ اس موقعہ پر نقل کی ہے جہاں روافض کے اس طعن کو اٹھایا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس رکعات تراویح مقرر کر کے اسلام میں بدعت پیدا کی علامۂ موصوف نے ثابت کر دیا کہ جیسے حضرت عمرؓ سے منقول ہے ویسا ہی حضرت علی سے بیس تراویح کا پڑھنا ثابت ہے۔

چوتھی حدیث مصنف[1] ابن ابی شیبہ میں ہے عن عبد العزیز بن رفیع قال کان ابی بن کعب یصلی بالمدینۃ عشرین روایت ہے عبد العزیز بن رفیع سے کہ انہوں نے کہا ابی بن کعب مدینۂ منورہ میں بیس تراویح پڑھاتے تھے۔

پانچویں حدیث کتاب مغنی[2] سے علامۂ حلبی نے نقل کی ہے عن علی انہ امر رجلا ان یصلی بھم فی رمضان بعشرین رکعۃ۔ روایت کی گئی حضرت علیؓ سے کہ حکم دیا آپ نے ایک شخص کو کہ رمضان میں بیس رکعت پڑھا وے۔

چھٹی حدیث مرقاۃ[3] شرح مشکوٰۃ میں بیہقی سے نقل ہے۔ وروینا عن شبرمۃ بن شکل وکان من اصحاب علیؓ انہ کان یومھم فی رمضان فیصلی خمس ترویحات عشرین رکعات۔ اور روایت پہنچی ہے ہمکو شبرمہ بن شکل سے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اصحاب سے تھے کہ وہ رمضان میں امامت

[1] رسالہ غایۃ التنقیح صفحہ ۲۶ مولانا سید محمد علی [2] کبیری صفحہ ۳۰۵ [3] تحفۃ الاخیار صفحہ ۱۸ —

کرتے بیس رکعات اور پانچ ترویحات پڑھاتے۔

ساتویں حدیث مصنف ابن ابی شیبہ[1] کی عن عطاء قال ادرکت الناس یصلون ثلاثا وعشرین رکعۃ بالوتر۔ روایت ہے عطاء تابعی سے کہا پایا میں نے لوگوں کو پڑھتے تھے تیئیس رکعتیں مع وتر کے۔

آٹھویں حدیث مصنف ابن ابی شیبہ[2] کی عن ابی البختری انہ کان یصلی خمس ترویحات فی رمضان باللیل بعشرین رکعۃ ویوتر بثلاث ویقنت قبل الرکوع۔ روایت ہے ابی البختری سے تحقیق وہ رمضان میں پانچ ترویحات میں بیس رکعتیں پڑھاتے تھے اور تین وتر پڑھتے تھے اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے

تنبیہ

بیس رکعات تراویح کے ثبوت میں احادیث وآثار مذکورہ کے علاوہ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اہل علم اکثر بیس تراویح پڑھتے چلے آئے ہیں اور حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہی منقول ہے کہ وہ بیس تراویح پڑھتے تھے۔ عبارت ترمذی شریف یہ ہے واختلف اھل العلم فی قیام رمضان فرای بعضھم ان یصلی احدی واربعین رکعۃ مع الوتر وھو قول اھل المدینۃ والعمل علی ھذا عندھم بالمدینۃ

[1] غایۃ التنقیح ص۲۲ [2] ایضا اسمہ سعید ابن فیروز تابعی ثقۃ ثبت۔

واکثر اهل العلم علیٰ ما روی عن علیؓ وعمرؓ وغیرهما من اصحاب النبی صلی الله علیه وعلیٰ آله وسلم عشرین رکعة وهو قول سفیان الثوریؒ وابن المبارکؒ والشافعیؒ و قال الشافعی ادرکت ببلدنا مکة یصلون عشرین رکعة انتهیٰ۔ ترجمہ۔ اختلاف کیا علما نے قیام رمضان (تراویح) میں بعض مع وتر کے اکتالیسؔ پڑھتے ہیں۔ اور یہ قول مدینہ والوں کا ہے اسی پر ان کا عمل ہے اور اکثر علما موافق اس روایت کے جو حضرت علیؓ حضرت عمرؓ اور دیگر اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی گئی ہے بیس تراویح پڑھتے ہیں اور یہی قول سفیان ثوریؒ ابن المبارکؒ اور شافعیؒ کا ہے کہا امام شافعیؒ نے پایا میں نے اپنے شہر مکہ میں کہ بیس تراویح پڑھتے ہیں۔ اور ایسا ہی مولانا شاہ ولی اللہ صاحبؒ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں۔ وزادت الصحابةؓ ومن بعدهم فی قیام رمضان ثلاثة اشیاء الاجتماع له فی مساجدهم وذالك لانه یفید التیسیر علی خاصتهم وعامتهم واداءه فی اول اللیل مع القول بان صلوة آخر اللیل مشهودة وهی افضل کما نبه عمر رضی الله عنه لهذا التیسیر الذی اشرنا الیه وعدد عشرین رکعة و ذالك انهم رأوا النبی صلی الله علیه وسلم شرع للمحسنین احدیٰ عشرة رکعة فی جمیع السنة فحکموا انه لا ینبغ

ان یکون حظ المسلم فی رمضان عند قصدہ الاقتحام فی لجۃ التشبیہ بالملکوت اقل من ضعفھا۔ ترجمہ اور زیادہ کیا صحابہ اور تابعین نے قیام رمضان میں تین چیزیں۔
۔ایک مسجدوں میں جمع ہونا اور یہ اسواسطے کیا تاکہ خاص وعام سب پر آسانی ہوجائے۔ دوسری یہ کہ اول رات میں ادا کرنا باوجود اس ارشاد کے کہ نماز آخر شب میں مشہود بالخیر اور افضل ہے جیسا کہ حضرت عمرؓ نے جتلا دیا اور یہ بھی بسبب اسی آسانی کے ہے جسکا ہم نے اشارہ کیا۔ تیسری بیس رکعت پڑھنا اور یہ اسواسطے کیا کہ دیکھا انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ حکم دیا حضرت نبیؐ نے محسنین کے واسطے تمام سال میں گیارہ گیارہ رکعت اداکرنے کا۔ پس صحابہ نے حکم دیا کہ جو مسلمان رمضان شریف میں مجاہدہ کا ارادہ کرکے فرشتوں سے مشابہت پیدا کرنا چاہیے تعداد رکعات اس کے واسطے دوچند سے تو کم نہ ہوں۔ انتہیٰ۔
اب بعد ثبوت مواظبت خلفائے راشدین وصحابہ سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین ہمارا مدعا ثابت ہوگیا لیکن منکرینِ بیس تراویح کا ہنوز ایک اعتراض باقی ہے وہ یہ ہے کہ احادیث دیگر جن سے زمانہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی میں گیارہ تراویح کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے وہ احادیث مذکورۂ بالا کے معارض ہیں۔ چنانچہ سائب بن یزید سے موطا اور مصنف ابن ابی شیبہ میں وہ روایتیں موجود ہیں۔ موطا کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ عن السائب بن یزید قال امر عمر بن الخطاب

ابی بن کعب وتمیما الداری ان یقوما للناس باحدی عشر رکعۃ
روایت ہے سائب بن یزید سے کہا حکم دیا عمر بن الخطاب رضؓ نے ابی بن کعب
اور تمیم داری کو کہ گیارہ تراویح لوگوں کو پڑھاویں۔

جواب اس کا یہ ہے کہ گیارہ رکعت تراویح کا حکم ابتداء زمانۂ خلافت حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تھا مگر آخر زمانہ میں بیس تراویح کا پڑھنا باتفاق
صحابہ قرار پایا۔ پھر حضرت علیؓ کے زمانہ تک اور زمانۂ تابعین میں بیس
تراویح ہی پر عمل رہا۔ جیسا کہ احادیث مذکورہ اور ترمذی شریف وغیرہ سے
معلوم ہوا۔ اور اس تعارض کی بابت شرح مشکوٰۃ میں بیہقی سے نقل کیا
ہے۔ وفی شرح المشکوٰۃ لعلی القاری قال البیہقی روایۃ
احدی عشرۃ موافقۃ لروایۃ عائشۃؓ فی عدد قیامہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان وغیرہ وکان عمر رضؓ
امر بھذا العدد زمانا ثم کانوا یقومون علی عہدہ بعشرین
رکعۃ وکانوا یقرؤن بالمئین وکانوا یتوکاؤن
علی العصی **ترجمہ** کہا بیہقی نے گیارہ تراویح کی روایت
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کے موافق ہے جو حضرت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام شب کے باب میں ہے خواہ رمضان
میں ہو خواہ غیر رمضان میں اور حضرت عمر رضؓ نے کچھ عرصہ تک انہیں
گیارہ تراویح کا حکم دیا تھا پھر زمانۂ حضرت عمر رضؓ میں بیس تراویح پڑھتے
تھے اور ایک سو آیت ایک رکعت میں پڑھتے تھے اور لاٹھیوں پر

سہارا پکڑتے تھے۔ انتہیٰ۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری سے مولانا سید محمد علی نے غایۃ التنقیح میں نقل کیا ہے وجمع البیہقی بینہما بانہم کانوا یقومون باحدیٰ عشرۃ رکعات ثم بعشرین واوتروا بثلاث وقد عدوا ما وقع فی زمن عمرؓ کالاجماع **ترجمہ** اور جمع کیا بیہقی نے درمیان ان دونوں روایتوں کے اس طور پر کہ پہلے گیارہ رکعت پڑھتے تھے پھر بیس رکعت اور تین وتر شروع کر دی اور تحقیق شمار کیا ہے علمائے نے اس کو (یعنی بیس تراویح کو) مانند اجماع کے اور ایسا ہی محلی شرح موطا میں بیہقی سے نقل کیا ہے۔

اور امام ابن ہمام نے فتح القدیر[1] میں بیس[20] رکعات کی روایت موطا اور بیہقی سے نقل کرکے لکھا ہے قال النووی فی الخلاصۃ اسنادہ صحیح وفی الموطا روایۃ باحدیٰ عشرۃ رکعۃ وجمع البیہقی بینہما بانہ وقع اولاً ثم استقر الامر علی عشرین رکعۃ فانہ المتوارث۔ کہا امام نووی نے خلاصہ میں اسناد اس حدیث بیس تراویح کی صحیح ہے۔ اور موطا میں گیارہ رکعت کی روایت ہے۔ اور جمع کیا بیہقی نے دونوں میں اسطرح کہ گیارہ اول پڑھیں پھر بیس رکعات کا پڑھنا قرار پایا اور یہی چلا آتا ہے۔

غرض[2] روایتاً اور درایتاً صحابہ خصوصاً خلفائے راشدین یعنی آخر زمانہ خلیفہ

---

[1] فتح القدیر صفحہ ۲۰۵

[2] ہر چند صاحب ترمذی اور شاہ ولی اللہ صاحب نے بطور اسناد و روایت نقل نہیں کیا مگر ان الفاظ سے مسئلہ بیس تراویح کو اکثر صحابہ کی طرف منسوب کیا علیٰ ہذا تابعین کا عمل بتایا تو یہ عمل بلا دلیل بغیر تشخیص کے ہوگا ۔ ولا یسع عند من سوا اہل

دوم سے ثبوت بیس تراویح میں کسی محدث نے شک نہیں کیا سوائے
آثار واحادیث کے۔ عبارت ترمذی شریف رحمۃ اللہ البالغہ سے پورا پورا
ثبوت اس کا ہوگیا۔ البتہ گیارہ تراویح کی نسبت جو ابتدائے زمانہ حضرت
عمرؓ میں پڑھی گئیں ابن عبدالبر شرح موطا میں فرماتے ہیں کہ یہ وہم ہے
یعنی گیارہ حضرت عمرؓ سے ثابت ہی نہیں کمافی الزرقانی وقال ابن عبد البر
فی شرح الموطار وی غیر مالك فی هذ الحدیث احدی وعشرون و
هوالصحیح ولا اعلم احداً قال فیه احدی عشرة الا مالكاً
ویحتمل ان یکون ذالك اولاً ثم خفف عنهم طول القیام ونقلهم
الی احدی وعشرین رکعة الاان الاغلب عندی ان قوله احدی
عشرة وهم۔ کہا ابن عبدالبر نے شرح موطا میں مالک کے سوا اوروں
نے اس حدیث میں اکیس رکعتیں روایت کی ہیں اور یہ صحیح ہے اور میں
نہیں جانتا مالک کے سوا کسی کو جس نے گیارہ رکعت کی روایت کی ہو یعنی
حضرت عمرؓ سے) اور ہو سکتا ہے گیارہ اول ہوں پھر واسطے تخفیف قیام
کے اکیس کر دی ہوں مگر غالب میرے نزدیک گیارہ کی روایت وہم ہے

فصل دوم

سنت خلفائے راشدین کو ضروری العمل جاننے کے بیان میں

ہر چند لزوم اتباع صحابہ خصوصاً ثبوت اقتدا و خلفائے راشدین میں احادیث

متعدد وارد ہیں مگر بنظر اختصار ہم اس جگہ دو مرفوع حدیثیں نقل کرتے ہیں جنکی صحت اسناد میں مخالفین کے پاس کوئی موقع جرح اور طعن کا نہیں ہے

حدیث اول **عن** العرباض بن ساریۃ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم ثم اقبل علینا بوجہہ فوعظنا موعظۃ بلیغۃ ذرفت منہا العیون ووجلت منہا القلوب فقال رجل یا رسول اللہ کان ہذہ موعظۃ مودع فاوصنا فقال اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعۃ وان کان عبدا حبشیا فانہ من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ الا انہما لم یذکرا الصلوۃ ترجمہ روایت ہے عرباض بن ساریہ سے کہا نماز پڑھائی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز پھر چہرہ مبارک ہماری طرف کیا پھر نصیحت کی ہمکو پوری نصیحت بہنے لگیں اس سے آنکھیں اور ڈر گئے دل پس عرض کیا ایک شخص نے یا رسول اللہ گویا یہ نصیحت رخصت کرنیوالی کی ہے پس ہمکو وصیت کیجئے فرمایا وصیت کرتا ہوں تمکو ساتھ تقوی اللہ کے اور مسلمانوں کے سردار کا حکم بجا لا ئیگے اگرچہ حبشی غلام ہو پس جو شخص میرے بعد زندہ رہیگا وہ بہت اختلاف دیکھیگا لازم پکڑو میرے طریقہ کو اور خلفائے راشدین مہدیین کے طریقہ کو بھروسہ کرو اسپر اور مضبوط پکڑے رہو دانتوں سے اسکو اور بچو نئی باتوں

ع مشکوۃ شریف صفحہ ۲۹

سے پس تحقیق جو نئی بات ہے وہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ روایت کیا اس حدیث کو احمد ابو داؤد و ترمذی ابن ماجہ نے مگر ترمذی ابن ماجہ نے نماز کا ذکر نہیں کیا۔ انتہی۔ واضح ہو یہہ حدیث زمانہ وفات کے قریب کی ہے پہلے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکام کی اطاعت کا حکم فرمایا۔ اسکے بعد دین میں اختلاف پڑنے کی پیشین گوئی فرما کر اپنی سنت اور خلفائے راشدین کی سنت لازم پکڑنے کا حکم دیا۔ دونوں سنتوں کو یکساں بتلا کر پھر بدعات سے بچنے کا ارشاد کیا۔ اور جیسا علیکم بسنتی میں کلمہ علیکم اپنے معنی حقیقی وجوب پر محمول ہے۔ ویسا ہی وسنۃ الخلفاء الراشدین میں وجوب سنۃ خلفائے راشدین مراد ہے۔ اور معنی مجازی لینے کا کوئی قرینہ نہیں۔ دوسرے ایک ہی کلمہ میں اجتماع بین الحقیقۃ والمجاز لازم آویگا اور وہ ناجائز ہے منکرین بیس تراویح کو جب اس حدیث کی اسناد پر کوئی موقع جرح کرنے کا نہیں ملا تب اس کے معنے میں تاویلات لایعنی کرنی شروع کر دیں۔

اول یہ کہ لفظ سنتی وسنۃ الخلفاء دونوں جگہ معرفہ ہیں اور قاعدہ مقررہ علم اصول ہے کہ جب معرفہ لوٹایا جائے تو دوسرا معرفہ بعینہ پہلا ہوتا ہے جس سے مطلب یہہ نکلا کہ التزام سنت خلفائے راشدین سے وہی سنت مراد ہوئی جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی ہو۔ نہ تنہا خلفائے راشدین کی سنت ہو۔

جواب اسکا یہہ ہے کہ یہاں معرفہ مکرر ہی نہیں ہوا جو مکرر ہوا یعنے لفظ سنت وہ معرفہ نہیں۔ اور جو معرفہ ہے یعنے کلمہ سنتی وسنۃ الخلفاء وہ مکرر نہیں۔ ہاں دو دفعہ سنتی سنتی آتا یا سنۃ الخلفاء سنۃ الخلفاء ہوتا تب مکرر کہا جاتا۔ ورنہ چاہیئے ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم میں باوجود تغایر مضاف الیہ دونوں جگہ ابنا ونسا متکلم اور مخاطب کے ایک ہوں۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ مرحبا ان حضرات کی سمجھ پر خوب علم اصول کو سمجھے ہے۔ دوسرا جواب یہہ ہے کہ عینیت دونوں معرفوں میں جب ہوتی ہے کہ باہم دونوں کے حرف عطف نہ ہو جیسا کہ ان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا میں بوجہ اعادہ معرفہ ایک عسر اور اسکے مقابلہ میں دو یسر مراد ہیں۔ بخلاف ما نحن فیہ کے کہ یہاں سنتی وسنۃ الخلفا میں واو عاطفہ موجود ہے جو تغائر پر دلالت کرتا ہے۔ دوسری تاویل یہہ کرتے ہیں کہ لفظ سنت مضاف ہے طرف جمع معرف باللام کے اور جمع معرف باللام استغراق کیواسطے موضوع ہے۔ تب معنے یہہ ہونگے کہ سنت جمیع خلفا کی لازم پکڑو اور تراویح تمام خلفائے راشدین کی سنت نہیں کیونکہ بالاتفاق حضرت صدیق اکبر سے گیارہ ہی پڑہی گئی ہیں۔ جواب اسکا یہہ ہے کہ جمع معرف باللام مفید استغراق بیشک ہے۔ مگر استغراق دو قسم ہے۔ استغراق افرادی۔ استغراق مجموعی۔ اور یہاں قسم اول مراد ہے یعنے التزام سنت خلفائے راشدین بطور استغراق خلفائے راشدین کے ہر ہر فرد کو شامل ہے ہر ایک کی سنت کا التزام مساوی ہے۔ یہہ معنے اس کے نہیں کہ جس ایک فعل کو مجموع من حیث المجموع نے کیا ہو وہی مراد ہو۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ یہاں کلمہ المحسنین جمع معرف باللام اور لفظ اجر کا مضاف الیہ ہے اگر استغراق مجموعی مراد ہو تب یہہ معنے ہونگے کہ اللہ تعالیٰ نے مجموعہ محسنین کا اجر ضایع نہیں کریگا

اگر کسیکو یہہ شبہ گذرے کہ آیت کلام مجید نعبد الٰہک والٰہ آبائک میں لفظ الٰہ باوجود تغائر مضاف الیہ کے پھر ایک مراد ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ اس جگہ کلمہ الٰہ دوسری مرتبہ اسوجہ سے لوٹایا ہے کہ ضمیر مجرور پر بدون اعادہ جار کے عطف [illegible] اور یہہ درست نہیں غرض بیان تکریر معرفہ مقصود ہی نہیں چنانچہ عبارت تفسیر ہے کہ یہہ کر عبد ذکر [illegible] لا لیعطف علی الضمیر المجرور بدون اعادۃ الجار [illegible] یہہ تاویل سخت مردود ہے کیونکہ اسکا

مال یہہ ہوتا ہے کہ جس امر کو کل خلفاء نے اخیر حیات تک کیا ہو وہ عمل بعد حلت کل خلفاء واجب الاتباع ہو گا لیکن اگر ایک خلیفہ بھی زندہ ہو تب بھی وہ عمل سنت باقیہ بموجب اس تاویل کے نہیں ہو سکتا [illegible]

اور اگر مجموع محسنین ہوں مثلاً ایک ہو تو ضایع کر دے گا۔ حالانکہ یہہ امر عقل و نقل کے خلاف ہے۔ بلکہ یہہ حکم عدم اضاعۃ اجر محسنین بطور استغراق افرادی ہر ہر فرد محسن کو شامل ہے جیسا سب کا عمل ضایع نہیں کرے گا ویسا ہی ایک کا ضایع نہیں کریگا اور یہی اس عبارت توضیح[1] کا مطلب ہے ومنہا ای من الفاظ العام الجمع المعرف باللام اذا لم یکن معہود الان المعرف لیس ھو الماھیۃ فی الجمع ولا بعض الافراد لعدم الاولویۃ فتعین الکل۔ یعنے جمع معرف باللام الفاظ عام سے ہے جبکہ لام عہد خارجی نہو کیونکہ تعریف مین نفس ماہیت مقصود نہیں ہوتی اور نہ بعض افراد بوجہ عدم اولویت کے اسواسطے کل افراد مراد ہونگے منکرین بیس تراویح اس عبارت کا یہہ مطلب سمجھے کہ کل افراد سے کل مجموعی مراد ہے حالانکہ یہہ بالکل غلط ہے۔ بلکہ کل افرادی۔ کیونکہ اس کے بعد کی عبارت یہہ ہے ولتمسکہم بقولہ علیہ الصلوۃ والسلام الائمۃ من قریش۔ یعنی صحابہ نے لفظ الائمہ سے جو جمع معرف باللام ہے اس امر کا استدلال کیا کہ سب خلیفہ قریش ہی سے ہونگے لام استغراق مراد لیا اور سب نے تسلیم کیا۔ اب ہم منکرین بیس تراویح سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر الائمہ میں استغراق مجموعی مراد ہو تب یہہ معنے ہونگے کہ کم سے کم تین امام ایک وقت میں قریش سے مقرر ہوں اور لغویت اس امر کی ظاہر ہے۔ بلکہ استغراق افرادی مراد ہے یعنے قوم قریش کا ہر ایک امام جسمیں شرائط آخر موجود ہوں وہ مقرر ہو سکتا ہے اور دوسرے قوم کا امام مقرر نہیں ہو سکتا۔ منکرین بیس تراویح نے استغراق افرادی اور شمول علی سبیل البدلیۃ میں فرق نہیں سمجھا

[1] مطبع احمدی صفحہ ۳۰۔

اسیواسطے وہو کا کھایا شمول علی سبیل البدلیۃ میں ایک وقت ایک ہی فرد کو حکم ثابت ہوتا ہے دو کو ثابت نہیں ہوتا جیسے من یاتینی اولا فلہ درہم میں۔ اور استغراق افرادی میں ایک ہی وقت میں ایک کو اور دو کو دو سے زیادہ کو حکم ثابت ہوتا ہے فبینہما بون بعید وفرق مزید۔ اور ایسا ہی لا تدرکہ الابصار میں استغراق افرادی مراد ہے یعنے عدم ادراک فرداً فرداً ہر ایک بصر کی صفت ہے نہ یہ کہ عدم ادراک صفت مجموع من حیث المجموع ابصار کی ہو اور بسبب مجموع مثلاً ایک یا دو کو ادراک ہو سکے۔

تیسری تاویل یہ کرتے ہیں کہ مسنون ہونے کے واسطے مواظبت کا ہونا شرط ہے اور خلفائے راشدین سے بیس رکعات پر مواظبت ثابت نہیں ہوتی
جواب اسکا اول تو یہ ہے کہ جب احادیث موطا و بیہقی و ابن ابی شیبہ و عبارت ترمذی شریف سے بیس رکعات تراویح کا شروع ہونا زمانہ حضرت عمرؓ میں اور پھر حضرت علی کی خلافت میں بدستور باقی رہنا ثابت ہو چکا تو اب ثبوت مواظبت خلفائے راشدین میں کیا شک باقی رہا۔ خاص کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قاری کو بیس تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔ اسپر یہ احتمال پیدا کرنا کہ اوروں کو حکم دیا اور خود عمل نکیا بڑی بدظنی اور بے ادبی ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ مواظبت دو قسم ہے۔ ایک مواظبت فعلیہ جیسے سنن رواتب فرائض خمسہ کے اول آخر میں۔ دوسری مواظبت تشریعیہ جیسے اذان کہ خود حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی روایت صحاح ستہ اور موطا دارمی وطحاوی وغیرہ معتبر کتب احادیث میں موجود نہیں جس سے

خود حضرت نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیم کا اذان دینا ثابت ہوتا ہو
البتہ اذان دینے کا حکم دیا اسی واسطے سنت موکدہ ہے۔ اسکا نام مواظبت
تشریعی ہے۔ اسی طرح مختلف احادیث مذکورہ بالا سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کا بیس رکعات کے واسطے امر فرمانا ثابت ہے۔ لہذا مواظبت تشریعی ہوئی

حدیث دوم عن حذیفۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر

رواہ الترمذی روایت ہے حذیفہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے
میں نہیں جانتا کب تک زندہ رہوں پس پیروی کرو میرے بعد ابوبکر اور عمر کی
روایت کیا اسکو ترمذی نے اور ابن ماجہ میں بھی انہیں الفاظ کے قریب
مروی ہے۔ اس حدیث میں صریح اقتدا اور پیروی شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا
شارع علیہ السلام نے حکم دیا ہے۔ اس حدیث کے الفاظ اور معانی میں منکرین
سنت خلفائے راشدین کو ان اعتراضات اور تاویلات کی گنجائش بھی نہیں جو
پہلی حدیث میں نکالی تھیں اور جنکے جوابات دئے گئے۔
ہاں ایک خدشہ ظاہر کرتے ہیں۔ وہ یہہ کہ خلفائے راشدین کو بذات خود
منصب تشریع تحلیل یا تحریم یا سنت یا واجب کرنے کا نہیں پھر انکا
طریقہ کسطرح مثل سنت شارع علیہ السلام مستند اور واجب الالتزام ہوگا۔
جواب اسکا یہہ ہے کہ فی الواقع خلفائے راشدین کو منصب تشریع حلال
وحرام کا حاصل نہیں اور نہ خود ان میں سے کسی نے یہہ حکم دیا ہے کہ میری

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۵۲

سنت کی پیروی کرو بلکہ حضرت شارع علیہ الصلواۃ والسلام نے انکی سنت کے التزام کا حکم دیا۔ لہذا تشریح التزام سنت خلفائے راشدین بجانب شارع علیہ السلام ہوئی۔ انکی سنت پر عمل کرنا شارع علیہ السلام کا حکم بجالانا ہے اور انکی سنت کو نہ ماننا حکم شارع علیہ السلام کا نہ ماننا ہے۔ دوسرے یہ اعتراض وہی شخص کرے گا جسکو خلفائے راشدین کی نسبت یہہ بدظنی ہو کہ وہ احکام شریعت بلا سند شارع اپنی طرف سے دیتے تھے۔ اور یہہ امر قبیح رفض ہے اعاذنا اللہ من ذالک۔ ہرگز ہرگز یہہ امر نہیں۔ بلکہ خلفائے راشدین نے جو سنت جاری کی اور جس عمل پر مواظبت فرمائی یقیناً وہ سنت نبوی سے صراحۃً یا دلالۃً ثابت ہوا۔ یا بطور قاعدہ اجتہاد خلفائے راشدین نے کسی اصل شرعی سے اسکا استنباط کیا۔ مسئلہ ما نحن فیہ یعنے بیس رکعات تراویح میں اگر حدیث ابن عباس کو بھی نہ لیا جائے جس سے شارع علیہ السلام کا بیس تراویح پڑھنا ثابت ہے۔ ایک عمدہ اصل کثرت رکعات کیواسطے موجود ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیکم بکثرت السجود زیادہ نوافل پڑھو۔ دوسری جگہ فرمایا الصلوٰۃ خیر موضوع فمن شاء فلیقلل ومن شاء فلیستکثر۔ نفل بہترین نیکی ہے جسکا دل چاہے کم کرے اور جسکا دل چاہے بڑہائے۔ جب شارع علیہ السلام نے نماز نوافل پڑھنے کی اجازت [illegible] تدین [illegible] و دیگر [illegible] سے بیس تک پڑھ [illegible] اس پر عمل [illegible] بیس رکعت کے پڑھنے پر کسی کتاب حدیث میں انکار منقول [illegible] ورتیہ [illegible] بدعت [illegible]

بیس ہی پر عمل رہا۔ تو اب بیس مسنون ہونے میں کیا شک باقی رہا۔
اگر منکرین بیس تراویح یہہ اعتراض کریں کہ استحسان کثرت رکعات کی اجازت اس صورت میں ہے کہ شارع علیہ السلام کی طرف سے کسی عمل میں تحدید رکعات نہ ہوگئی ہو۔ اور یہاں نوافل شب میں گیارہ رکعتیں محدود ہیں۔ جواب اسکا یہ ہے کہ یہہ دعویٰ بے دلیل ہے جناب رسالتمآب علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات سے ہرگز تحدید گیارہ رکعات نماز شب کی ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ صحیح[1] مسلم وابوداؤد و موطا امام مالک وجامع الاصول کی روایت جس کے راوی زید بن خالد جہنی ہیں اس سے تیرہ رکعتیں ثابت ہیں خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحیح مسلم[2] وصحیح بخاری میں تیرہ رکعات نماز شب کی روایت موجود ہے۔ الفاظ اسکے یہہ ہیں۔ عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل ثلث عشرۃ رکعۃ یوتر من ذالک بخمس لا یجلس الا فی آخرھا متفق علیہ روایت ہے حضرت عائشہ سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعت ادا فرماتے تھے۔ پانچ وتر پڑھتے نہ بیٹھتے مگر آخر میں۔ چونکہ نماز شب میں احادیث مختلفہ وارد ہوئیں علما کو انکی تطبیق میں مشکل پیش آئی۔ بعض نے یہہ کہا کہ روایات حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اوقات متعددہ اور احوال مختلفہ پر محمول ہیں۔
چنانچہ[3] امام قرطبی سے منقول ہے والصواب ان کل شئ ذکرتہ من ذالک محمول علی اوقات متعددۃ واحوال مختلفۃ بحسب النشاط وبیان للجواز ذکرہ فی فتح الباری۔ اور بعض

۱؎ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۹۰ ۲؎ مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۳ ۳؎ تحفۃ الاخیار ص ۲۹

سے یہہ کہا کہ گیارہ رکعات کی روایت اغلب اوقات پر محمول ہے۔ اور اس سے زیادہ کی روایت اتفاقیہ حالت پر مبنی ہے۔ غرض تحدید گیارہ رکعات نماز شب ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور عاملین آٹھ تراویح کے پاس کوئی ایسی حدیث دست آویز نہیں جو ان کے مدعا کو ثابت کرتی ہو۔ حدیث گیارہ رکعات پر اگر وہ عمل کرنا چاہیں تو ان کو تین وتر کا قائل ہونا پڑے گا۔ حالانکہ وہ ایک رکعت وتر کے عامل ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار ۰

خاتمہ دیگر تحقیق انیق متعلق مسئلہ تراویح میں

پہلی فصل میں بیس تراویح پر خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین سے کے عمل کرنے اور مواظبت فرمانے کا ثبوت روایتہً اور درایتہً دیا گیا ہے جس سے یہہ امر یقیناً واضح ہو گیا کہ بیس تراویح کا پڑھنا خلفائے راشدین اور صحابہ کی سنت ہے۔ اور کسی محقق محدث نے بیس تراویح کی سنت صحابہ ہونے میں شک نہیں کیا۔ ہاں اس امر میں اختلاف ہے کہ خود حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بیس تراویح پڑھی ہیں یا نہیں۔ اس باب میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پانچ حدیث کی کتابوں میں ایک روایت موجود ہے جس سے ثابت ہے کہ خود حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس تراویح پڑھی ہیں۔ الفاظ اس حدیث[1] کے یہہ ہیں۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان فی غیر جماعۃ بعشرین رکعۃ والوتر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں جماعت کے بغیر بیس رکعت

[1] تحفۃ الاخیار ص ۱۹

اور وتر پڑھتے تھے۔ روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے اور ابن ابی شیبہ نے
مگر اس میں لفظ بغیر جماعت کا نہیں ہے۔ اور روایت کیا اس حدیث کو بغوی
نے معجم میں اور عبد حمید نے اپنے مسند میں۔ اور طبرانی نے اپنی حدیث کی کتاب
میں مگر ان سب روایتوں میں مابین الاسناد ابراہیم بن عثمان واقع ہوتا ہے اور
وہ بالاتفاق متکلم فیہ اور مجروح ہے۔ اسواسطے یہہ سب روایتیں ضعیف ہیں لیکن
واضح ہو کسی محدث نے اس حدیث کو موضوع نہیں کہا۔ کسی حدیث کا ضعیف
ہونا اس کے موافق عمل کرنے کو مانع نہیں خاص کر جب عمل صحابہ سے اس حدیث
کی تائید ہو گئی ہو غرض روایتہً بیشک یہہ حدیث ضعیف ہے لیکن درایتہً بوجہ مواظبت
صحابہ خصوصاً خلفائے راشدین اسکو پوری قوت ہے۔ فتح المنان[1] میں ہے۔

فالظاهر انه ثبت عندهم صلوة النبي صلى الله عليه وسلم عشرين
ركعة كما جاء في حديث ابن عباس فاختاره عمر رضي الله عنه

ترجمہ ظاہر یہ ہے کہ صحابہ کے نزدیک حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا
بیس تراویح پڑھنا ثابت تھا جیسا حدیث ابن عباس میں آیا ہے پس حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نے اسکو اختیار کیا۔ اب اس مقام پر ایک بڑا شبہ وارد ہوتا ہے
کہ حدیث ابن عباس کے مقابلہ میں جو بالاتفاق ضعیف ہے۔ دوسری حدیث
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو بالاتفاق صحیح ہے معارض واقع ہوئی ہے۔
الفاظ اس[2] کے یہہ ہیں کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرة یصلی اربعاً

[1] تحفۃ الاخیار صفحہ ۲۰۸ [2] تحفۃ الاخیار

ثم یصلی اربعا ثم یوتر بثلاث حضرت عائشہ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے پہلے چار پڑھتے پھر چار پڑھتے پھر تین وتر ادا فرماتے جواب اسکا ارکان اربعہ میں محدث شیخ عبدالحق دہلوی نے تو یہہ دیا ہے کہ فی الواقع حدیث ابن عباس اور حدیث ام المومنین عائشہ باہم معارض ہی نہیں حضرت نے اپنے علم کے موافق خبر دی اور ہوسکتا ہے یہہ بیس رکعتیں حضرت ام المومنین میمونہ کے گھر میں ہوں جسکی خبر حضرت عائشہ کو نہوئی ہو۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دیکھا ہو اور صحابہ کا بیس رکعات پر مداومت کرنا حدیث ابن عباس کی صحت کا قرینہ ہے عبارت ارکان اربعہ کی یہہ ہے قال الشیخ عبدالحق قالوا اسنادہ ضعیف یعارضہ حدیث ام المومنین والظاهر انہ لا معارضۃ لان ام المومنین انما اخبرت بما علمت ولعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی عشرین رکعۃ فی بیت ام المومنین میمونۃ وشاهد ذلک ابن عباس ومواظبۃ الصحابۃ علی عشرین قرینۃ صحۃ ذلک الروایۃ اور خاتم المحدثین مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ میں یہہ تحریر فرمایا ہے کہ حدیث عائشہ صدیقہ جس سے گیارہ رکعت نماز شب ثابت ہوتی ہے۔ اسکو قیام رمضان سے تعلق ہی نہیں یہہ حدیث نماز تہجد کے متعلق ہے۔ اسیواسطے کتب احادیث میں باب قیام رمضان جدا لکھتے ہیں اور باب قیام اللیل کو علحدہ۔ عبارت شیخ حسب نقل یکجائی ہے۔ پس وجہ تطبیق این روایات کہ دلالت بر زیادت می کنند نماز ...

له فتوی دربیں تراویح صفحہ ۶ مطبع نظامی سله فتوی بیس تراویح صفحہ ۵ تحفۃ الاخیار

آنحضرت صلی الله علیه وسلم در رمضان بر غیر آن میکردند و در آن روایت که نفی زیادت
میکند اینست که آن روایت محمول بر نماز تهجد است که در رمضان و غیر رمضان
یکسان بود و غالباً عدد شش بقدر یازده رکعت مع الوتر میرسید.
ودلیل برین حمل آنست که راوی این حدیث ابو سلمه در تتمه این روایت میگوید
قالت عائشة فقلت یا رسول الله اتنام قبل ان توتر قال یا عائشة
ان عینی تنامان ولا ینام قلبی کذا رواه البخاری. وظاهر است که نوم قبل
از وتر در نماز تهجد متصور میشود نه در غیر آن. و روایات زیادت محمول بر نماز تراویح
است که در عرف آن وقت بقیام رمضان مسمی بود که آن حضرت صلی الله علیه
وسلم در حق آن فرموده است من قام رمضان ایماناً واحتساباً
غفر الله له ما تقدم من ذنبه. ولهذا در کتب حدیث باب قیام رمضان
را جداگانه از باب قیام اللیل که عبارت از تهجد است منعقد کرده اند. بالجمله از احادیث مذکوره
والفاظ مسطوره بمعنی مزید جد واجتهاد واحیاے لیله وشد میزر وترغیب قیام رمضان
این قدر معلوم شد که عدد رکعات صلوٰة در لیل رمضان نسبت غیر رمضان بسیار بود
و در مصنف ابن ابی شیبه وسنن بیهقی بروایت ابن عباس وارد شده که کان
رسول الله صلی الله علیه وسلم یصلی فی رمضان فی غیر جماعة
عشرین رکعة والوتر اما بیهقی این روایت را تضعیف کرده بعلت آنکه راوی
این حدیث ابو شیبه جد ابی بکر بن ابی شیبه است حالانکه ابو شیبه آنقدر ضعف ندارد
که روایت او مطروح کرده شود آرے اگر معارض او حدیث صحیح می بود البته ساقط
میشود وقد سبق ان ما یتوهم معارضاً له اعنی حدیث ابی سلمة

عن عائشة المتقدم ذكره ليس معارضًا بالحقيقة فيبقى سالمًا
كيف وقد تأيد بفعل الصحابة كما روى البيهقي باسناد صحيح عن
السائب بن يزيد قال كانوا يقومون على عهد عمر بن الخطاب في
شهر رمضان بعشرين ركعة وروى مالك في الموطا عن يزيد
بن رومان قال كان الناس يقومون في زمن عمر بثلاث وعشرين
وفي رواية باحدى عشرة۔ وبیهقی درین هر دو روایت جمع نموده است باین
طریق که اول صحابه کرام عدد یازده را که عدد مشهور تهجد آنحضرت صلی الله علیه وسلم
بود درین نماز هم اختیار کرده بودند لعلة الشرکة بینهما وهی کونهما صلوة
اللیل وچون نزد ایشان ثابت شد که آنحضرت صلی الله علیه وسلم در رمضان درین قیام
زیادت می کردند وصحابه هم زیادت کرده بعشرین میرسانیدند وآن عدد بیست را
اختیار کردند وبرین عدد اجماع شد۔ واختیار صحابه کرام درامری که مدرک
عقل نباشد محمول بر تسمیع قولی یا فعلی از آنحضرت صلی الله علیه وسلم باشد کما تقرر
فی اصول الحدیث۔ انتهی کلامه الشریف۔ وفی هذا کفایة لمن له درایة وآخر
دعوانا ان الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید الانبیاء
والمرسلین وعلی آله واصحابه اجمعین۔

تمت

یہ سب کتابیں دفتر مجلس اشاعۃ العلوم مدرسہ نظامیہ شبلی گنج حیدرآباد دکن میں مل سکتی ہیں۔

زاد السبیل الی دار الخلیل ۔ مؤلفہ مولانا مولوی مفتی محمد سعد اللہ صاحب مرحوم
یہ رسالہ حجاج و زائرین بیت اللہ کے لئے نہایت مفید ہے۔ اس میں مناسک
فضائل حج و عمرہ و ممنوعات وغیرہ [illegible] جملہ مطالب حج و مقامات قبولیت دعا
اور مقامات متبرکہ وغیرہ کے احوال کتب فقہ سے اخذ کر کے نہایت خوبی کے ساتھ لکھے گئے
ہیں۔ یہ رسالہ پیشتر دو دفعہ چھپ چکا [illegible] مجلس اشاعۃ [illegible]
تہذیب اور [illegible] [illegible]
چھپائی عمدہ۔ کاغذ سفید [illegible]

العروۃ الوثقیٰ ۔ مؤلفہ [illegible]
یہ رسالہ [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مقاصد الاسلام حصہ پنجم

حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ عارف باللہ محمد انوار اللہ صاحب قبلہ
مدظلہ کی مفید تصانیف اور ان کے برکات سے کون ناواقف ہے
سب سے حضرت قبلہ ممدوح کی تصانیف موجودہ زمانہ کی، اقتضا کے
موافق حمایت اسلام کی کامل ضمانت اور علوم و برکات اسلام کی اشاعت
کیلئے پوری کفیل ہیں مقاصد الاسلام کے نام سے حضرت ممدوح نے
ایک مفید سلسلۂ تصانیف کی بنیاد ڈالی ہے انعقاد مجلس اشاعۃ العلوم کے پیشتر اس سلسلہ
کے چار حصے شایع ہو چکے ہیں اب مجلس نے یہ پانچواں حصہ بھی شایع کیا ہے اور
دیگر حصص زیر طبع ہیں۔ اس حصہ میں تصوف، سزا و جزا، الفقر و فقیری،
خلافت، نبوت، اہلبیت، و صحابہ کے مفید حالات اور خلفائے راشدین کی
خلافت پر نہایت عمدہ پیرایہ میں عقلی و نقلی بحثیں کی گئی ہیں اور نہایت
محققانہ طور سے ہر ایک بات ثابت کی گئی ہے چھپائی عمدہ کاغذ سفید
چکنا ۵۰ پونڈی تمام ۱۶۸ صفحات قیمت
۲/

المعلن

محمد ولی الدین مہتمم مجلس اشاعۃ العلوم